اولین زندگی‌نامه مکتوب علامه سید محمدسعید عبقاتی مشهور به

سرکار سعید الملة طاب ثراه

شرح حال دستیاب از کتابخانه ناصریه

عنوان کتابچه: *سرکار سعید الملة طاب ثراه*

نویسنده / تدوین‌گر: شهید صفی‌پوری، فوق‌لیسانس (شهید صفی پوری، A.M.)

زمان و مناسبت انتشار: سال ۱۳۸۷ ق / ۱۹۶۷ م؛ ویژه مجلس چهلم (اربعین) درگذشت علامه سعیدالملّه به جهت زنده نگه داشتن کارنامه علمی ایشان برای سوگواران.

مشخصات چاپخانه: چاپخانه «دلوکس پرس» (Delux Press)، خیابان ویکتوریا، لکهنو-۳ (در ۸ صفحه).

ارزش نسخه‌شناختی نسخه موجود: بر روی عطف کتابچه، برچسب رسمی و دو زبانه «کتب خانه ناصریه لکهنؤ / کتابخانه ناصریه لکهنو» با حاشیه اسلیمی و شماره بازیابی «۹۶» نصب شده است؛ یعنی این نسخه، نسخه آرشیوی خودِ کتابخانه ناصریه لکهنو است.

تهیه، ترجمه و تدوین: دبیرخانه کنگره بین المللی بزرگداشت علامه میرحامدحسین لکهنوی رحمه الله

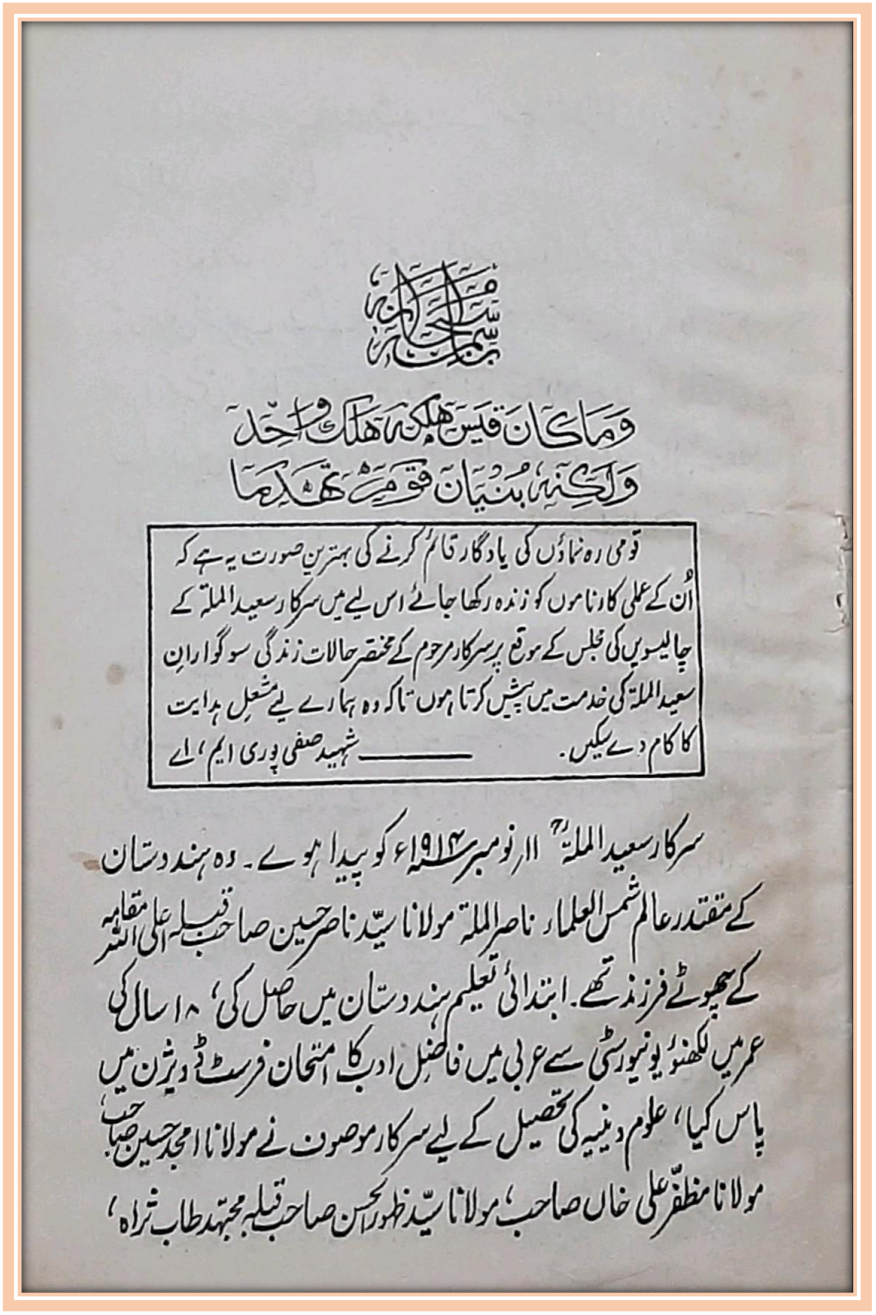

باسمہ سبحانہ

وَمَا كَانَ قَيْسٌ هُلْكُهُ هُلْكُ وَاحِدٍ / وَلٰكِنَّهُ بُنْيَانُ قَوْمٍ تَهَدَّمَا

قومی رہنماؤں کی یادگار قائم کرنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ اُن کے علمی کارناموں کو زندہ رکھا جائے، اس لیے میں سرکار سعید الملۃ کے چالیسویں کی مجلس کے موقع پر سرکار مرحوم کے مختصر حالاتِ زندگی سوگوارانِ سعید الملۃ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تاکہ وہ ہمارے لیے مشعلِ ہدایت کا کام دے سکیں۔ —— شہید صفی پوری ایم. اے

سرکار سعید الملۃ ۱۱ نومبر ۱۹۱۴ء کو پیدا ہوئے۔ وہ ہندوستان کے مقتدر عالم شمس العلماء ناصر الملۃ مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہ کے چھوٹے فرزند تھے۔ ابتدائی تعلیم ہندوستان میں حاصل کی، ۱۸ سال کی عمر میں لکھنؤ یونیورسٹی سے عربی میں فاضل ادب کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا، علومِ دینیہ کی تحصیل کے لیے سرکار موصوف نے مولانا امجد حسین صاحب، مولانا مظفر علی خاں صاحب، مولانا سید ظہور الحسن صاحب قبلہ مجتہد طاب ثراہ،

باسمه سبحانه

«مرگ قیس، مرگ یک نفر نبود؛ بلکه کاخ و بنیان یک ملت بود که فرو ریخت.»

(درکادر): بهترین شیوه برای ماندگار ساختن یاد رهبران جامعه این است که کارنامه‌های علمی آنان زنده نگه داشته شود؛ از این رو، به مناسبت مجلس چهلم سرکار سعیدالملّه، شرح‌حال مختصر آن بزرگوار مرحوم را به پیشگاه سوگواران سعیدالملّه تقدیم می‌کنم تا برای ما همچون مشعل هدایت عمل کند. — شهید صفی‌پوری، فوق‌لیسانس.

(متن اصلی): سرکار سعیدالملّه در ۱۱ نوامبر ۱۹۱۴ میلادی به دنیا آمدند. ایشان فرزند کوچک‌تر عالم مقتدر هندوستان، شمس‌العلماء ناصرالملّه مولانا سید ناصرحسین صاحب قبله (اعلی‌الله مقامه) بودند. تحصیلات ابتدایی را در هندوستان فراگرفتند؛ در سن ۱۸ سالگی از دانشگاه لکهنو مدرک «فاضل ادب» در زبان عربی را با رتبه ممتاز (درجه یک) دریافت کردند. سرکار موصوف برای تحصیل علوم دینی نزد مولانا امجدحسین صاحب، مولانا مظفرعلی خان صاحب، مولانا سید ظهورالحسن صاحب قبله مجتهد (طاب ثراه)،

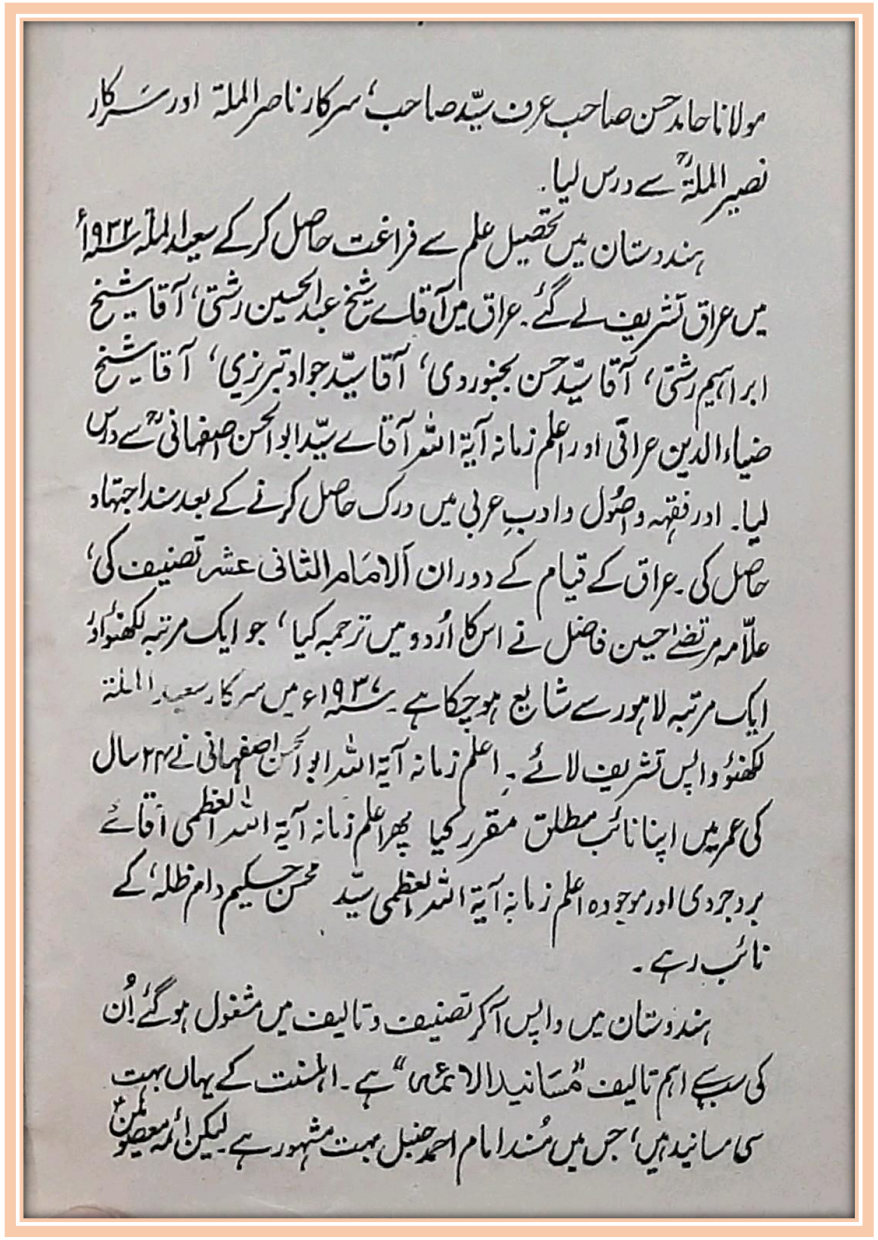
مولانا حامد حسن صاحب عرف سید صاحب، سرکار ناصر الملۃ اور سرکار نصیر الملۃ سے درس لیا۔
ہندوستان میں تحصیلِ علم سے فراغت حاصل کر کے سعید الملۃ ۱۹۳۳ء میں عراق تشریف لے گئے۔ عراق میں آقائے شیخ عبد الحسین رشتی، آقائے شیخ ابراہیم رشتی، آقائے سید حسن بجنوردی، آقائے سید جواد تبریزی، آقائے شیخ ضیاء الدین عراقی اور اعلمِ زمانہ آیت اللہ آقائے سید ابوالحسن اصفہانی سے درس لیا۔ اور فقہ و اصول و ادبِ عربی میں درک حاصل کرنے کے بعد سندِ اجتہاد حاصل کی۔ عراق کے قیام کے دوران «الإمام الثانی عشر» تصنیف کی، علامہ مرتضیٰ حسین فاضل نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا، جو ایک مرتبہ لکھنؤ اور ایک مرتبہ لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔ ۱۹۳۷ء میں سرکار سعید الملۃ لکھنؤ واپس تشریف لائے۔ اعلمِ زمانہ آیت اللہ ابوالحسن اصفہانی نے ۲۴ سال کی عمر میں اپنا نائبِ مطلق مقرر کیا، پھر اعلمِ زمانہ آیت اللہ العظمیٰ آقائے بروجردی اور موجودہ اعلمِ زمانہ آیت اللہ العظمیٰ سید محسن حکیم دام ظلہ کے نائب رہے۔
ہندوستان میں واپس آکر تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے، اُن کی سب سے اہم تالیف «مسانید الائمہ» ہے۔ اہلسنت کے یہاں بہت سی مسانید ہیں جس میں مسند امام احمد بن حنبل بہت مشہور ہے، لیکن ائمہ معصومین

مولانا حامدحسن صاحب معروف به سید صاحب، سرکار ناصرالملّه و سرکار نصیرالملّه درس خواندند.

سعیدالملّه پس از فراغت از تحصیل در هندوستان، در سال ۱۹۳۳ میلادی به عراق مشرف شدند. در عراق نزد آقای شیخ عبدالحسین رشتی، آقای شیخ ابراهیم رشتی، آقای سید حسن بجنوردی، آقای سید جواد تبریزی، آقای شیخ ضیاءالدین عراقی و اعلم زمانه آیت‌الله آقای سید ابوالحسن اصفهانی تلمذ کردند و پس از تسلط بر فقه، اصول و ادبیات عرب، اجازه اجتهاد دریافت نمودند. در دوران اقامت در عراق، کتاب *الإمام الثاني عشر* را تألیف کردند که علامه مرتضی‌حسین فاضل آن را به اردو ترجمه کرد و یک بار در لکهنو و یک بار در لاهور به چاپ رسیده است. در سال ۱۹۳۷ میلادی سرکار سعیدالملّه به لکهنو بازگشتند. اعلم زمانه آیت‌الله سید ابوالحسن اصفهانی در سن ۲۴ سالگی ایشان را به عنوان نماینده (نائب) مطلق خود منصوب کرد؛ سپس نماینده اعلم زمانه آیت‌الله‌العظمی آقای بروجردی و پس از ایشان نماینده اعلم زمانه وقت آیت‌الله‌العظمی سید محسن حکیم (دام ظله) بودند.

پس از بازگشت به هندوستان، به تألیف و تصنیف مشغول شدند. مهم‌ترین تألیف ایشان *مسانید الأئمة* است. نزد اهل‌سنت مسانید بسیاری وجود دارد که *مسند امام احمد بن حنبل* بسیار مشهور است، اما درباره ائمه معصومین

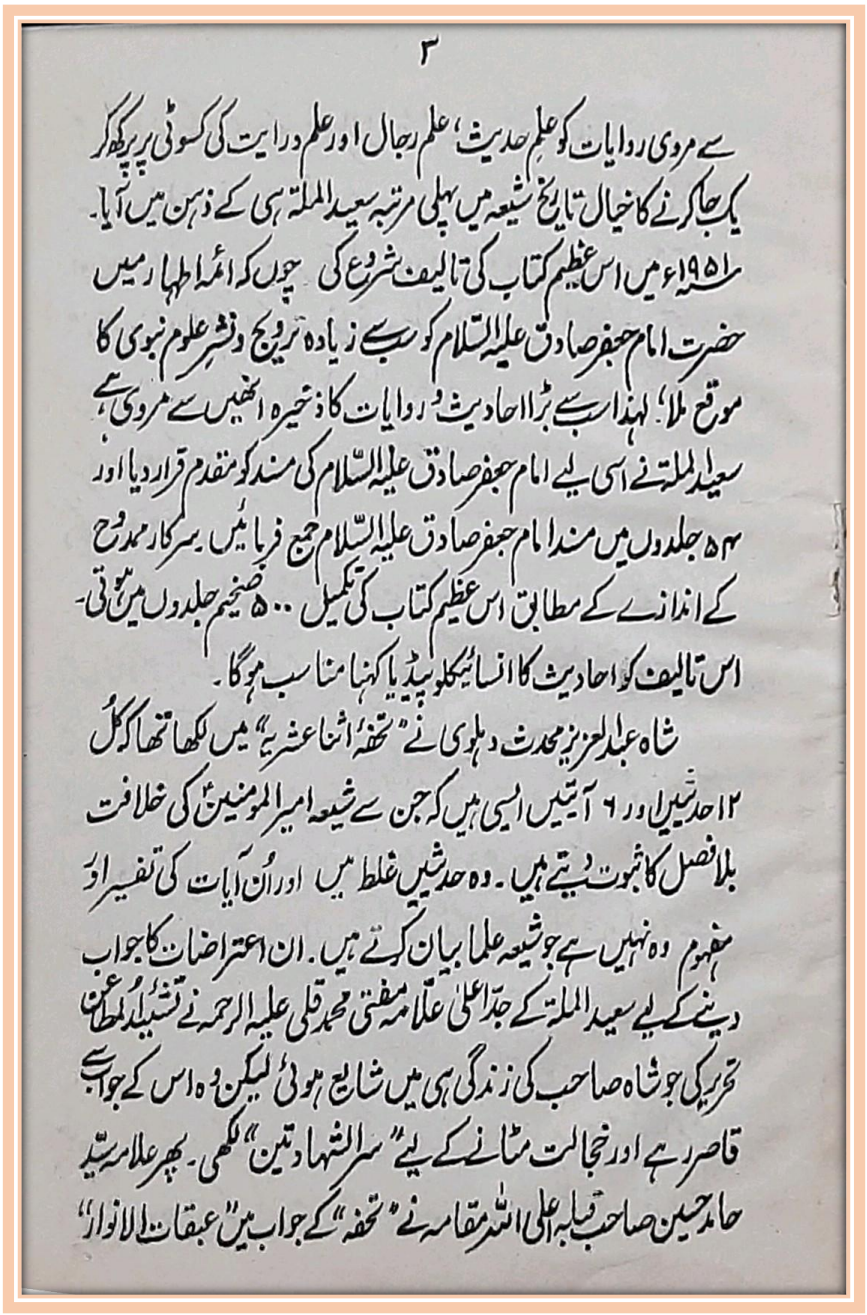

۳

سے مروی روایات کو علمِ حدیث، علم رجال اور علم درایت کی کسوٹی پر پرکھ کر
یک جا کرنے کا خیال تاریخ شیعہ میں پہلی مرتبہ سعید الملۃ ہی کے ذہن میں آیا۔
سنہ ۱۹۵۱ء میں اس عظیم کتاب کی تالیف شروع کی چوں کہ ائمہ اطہار میں
حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کو سب سے زیادہ ترویج و نشرِ علوم نبوی کا
موقع ملا، لہٰذا سب سے بڑا احادیث و روایات کا ذخیرہ انھیں سے مروی ہے
سعید الملۃ نے اسی لیے امام جعفر صادق علیہ السّلام کی مسند کو مقدم قرار دیا اور
۵۴ جلدوں میں مسند امام جعفر صادق علیہ السّلام جمع فرمائیں۔ سرکار ممدوح
کے اندازے کے مطابق اس عظیم کتاب کی تکمیل ۵۰۰ ضخیم جلدوں میں ہوتی۔
اس تالیف کو احادیث کا انسائیکلوپیڈیا کہنا مناسب ہوگا۔
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے "تحفۂ اثنا عشریہ" میں لکھا تھا کہ کل
۱۲ حدیثیں اور ۶ آیتیں ایسی ہیں کہ جن سے شیعہ امیر المومنینؑ کی خلافت
بلافصل کا ثبوت دیتے ہیں۔ وہ حدیثیں غلط ہیں اور اُن آیات کی تفسیر اور
مفہوم وہ نہیں ہے جو شیعہ علما بیان کرتے ہیں۔ ان اعتراضات کا جواب
دینے کے لیے سعید الملۃ کے جدِ اعلیٰ علامہ مفتی محمد قلی علیہ الرحمہ نے "تشیید المطاعن"
تحریر کی جو شاہ صاحب کی زندگی ہی میں شایع ہوئی لیکن وہ اس کے جواب سے
قاصر رہے اور خجالت مٹانے کے لیے "سر الشہادتین" لکھی۔ پھر علامہ سیّد
حامد حسین صاحب قبلہ علی اللہ مقامہ نے "تحفہ" کے جواب میں "عبقات الانوار"

سے مروی روایات کو علمِ حدیث، علمِ رجال اور علمِ درایت کی کسوٹی پر پرکھ کر یک جا کرنے کا خیال تاریخِ شیعہ میں پہلی مرتبہ سعید الملۃ ہی کے ذہن میں آیا۔ ۱۹۵۱ء میں اس عظیم کتاب کی تالیف شروع کی، چوں کہ ائمہ اطہار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو سب سے زیادہ ترویج و نشرِ علوم نبوی کا موقع ملا، لہٰذا سب سے بڑا احادیث و روایات کا ذخیرہ انھیں سے مروی ہے، سعید الملۃ نے اسی لیے امام جعفر صادق علیہ السلام کی مسند کو مقدم قرار دیا اور ۵۴ جلدوں میں مسند امام جعفر صادق علیہ السلام جمع فرمائیں۔ سرکار ممدوح کے اندازے کے مطابق اس عظیم کتاب کی تکمیل ۵۰۰ ضخیم جلدوں میں ہوتی۔ اس تالیف کو احادیث کا انسائیکلوپیڈیا کہنا مناسب ہوگا۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے «تحفہ اثنا عشریہ» میں لکھا تھا کہ کل ۱۲ حدیثیں اور ۶ آیتیں ایسی ہیں کہ جن سے شیعہ امیر المومنین کی خلافتِ بلا فصل کا ثبوت دیتے ہیں۔ وہ حدیثیں غلط ہیں اور اُن آیات کی تفسیر اور مفہوم وہ نہیں ہے جو شیعہ علما بیان کرتے ہیں۔ ان اعتراضات کا جواب دینے کے لیے سعید الملۃ کے جدِ اعلیٰ علامہ مفتی محمد قلی علیہ الرحمہ نے «تشیید المطاعن» تحریر کی جو شاہ صاحب کی زندگی ہی میں شائع ہوئی، لیکن وہ اس کے جواب سے قاصر رہے اور خجالت مٹانے کے لیے «سر الشہادتین» لکھی۔ پھر علامہ سید حامد حسین صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہ نے «تحفہ» کے جواب میں «عبقات الانوار»

اندیشه گردآوری روایات نقل‌شده از ائمه معصومین علیهم السلام پس از سنجش آن‌ها بر معیار علم حدیث، علم رجال و علم درایه، نخستین بار در تاریخ تشیع به ذهن سعیدالملّه خطور کرد. در سال ۱۹۵۱ میلادی نگارش این کتاب سترگ را آغاز کردند. از آنجا که در میان ائمه اطهار علیهم السلام ، حضرت امام جعفر صادق علیه السلام بیشترین فرصت را برای ترویج و نشر علوم نبوی یافتند و بزرگ‌ترین ذخیره احادیث و روایات از ایشان نقل شده است، سعیدالملّه نیز مسند امام جعفر صادق علیه السلام را مقدم قرار دادند و آن را در ۵۴ جلد گردآوری فرمودند. بر اساس برآورد سرکار ممدوح، تکمیل کل این کتاب عظیم به ۵۰۰ جلد قطور می‌رسید. شایسته است این تألیف را یک دایرةالمعارف حدیثی نامید .

شاه عبدالعزیز محدث دهلوی در تحفه اثناعشریه نوشته بود که در مجموع ۱۲ حدیث و ۶ آیه وجود دارد که شیعه با آن‌ها بر خلافت بلافصل امیرالمؤمنین علیه السلام استدلال می‌کند؛ و مدعی شده بود آن احادیث نادرست‌اند و تفسیر و مفهوم آن آیات نیز آن چیزی نیست که علمای شیعه بیان می‌کنند. برای پاسخ به این اعتراضات، جدّ اعلای سعیدالملّه، علامه مفتی محمدقلی (علیه‌الرحمه) کتاب تشیید المطاعن را نگاشت که در زمان حیات خود شاه عبدالعزیز منتشر شد، اما او از پاسخ به آن درماند و برای جبران شرمساری خود رساله سرّ الشهادتین را نوشت. سپس علامه سید حامدحسین صاحب قبله (اعلی‌الله مقامه) در پاسخ به تحفه، کتاب عبقات الأنوار را

کی ۱۰ جلدیں لکھیں، سرکار ناصر الملۃ نے «عبقات» کی ۴ جلدیں لکھیں، پھر سرکار سعید الملۃ نے دو حدیثوں «من ناصب علیا فی خلافتہ فھو کافر» اور «حدیث خیبر» پر دو جلدیں تحریر کیں اور اُن چھ آیات میں سے دو آیتوں «ولایت» اور «تطہیر» کے نصِ خلافتِ علی ہونے پر بحث فرمائی جو دو ضخیم کتابوں «الولی» اور «التطہیر» کی شکل میں موجود ہے۔ دنیائے اسلام میں سرکار مرحوم کے ان تصانیف کا شہرہ ہے اور انھیں بڑی قدر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

سرکار سعید الملۃ قومی اور مذہبی تحریکوں کے روحِ رواں تھے، ۱۹۳۹ء میں محاذِ حسینی کے سلسلے میں دو مرتبہ جیل گئے اور اسی سلسلے میں ۱۹۴۳ء میں مولانا آزاد سے گفتگو کی۔ پہلی آل پارٹیز شیعہ کانفرنس سر سلطان احمد کی صدارت میں ۱۹۴۴ء میں، پھر ۱۹۴۵ء میں حسین بھائی لال جی کی صدارت میں ہوئی۔ پھر آل انڈیا شیعہ کانفرنس ۱۹۵۱ء میں نواب صاحب رام پور کی صدارت میں لکھنؤ میں ہوئی، سعید الملۃ نے ان میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیا اور انھیں کی مساعی سے وہ کامیاب ہوئیں۔

قومی اداروں کے وہ تاعمر سرپرست رہے۔ کتب خانہ ناصریہ لکھنؤ کے منتظمِ اعلیٰ تھے۔ یہ کتب خانہ ایشیا بلکہ دنیائے اسلام میں سب سے زیادہ اہم ہے۔ اس میں ۵۰ ہزار کتابیں ہیں جن میں بہت سے قدیم قلمی اور نایاب نسخے

در ۱۰ جلد نگاشت، سرکار ناصرالملّه ۴ جلد بر *عبقات* افزود، و سپس سرکار سعیدالملّه درباره دو حدیث *«من ناصب علیّاً فی خلافته فهو کافر»* و *«حدیث خیبر»* دو جلد تألیف کردند و درباره دو آیه از آن آیات، یعنی ولایت و تطهیر در اثبات نص بودن آن‌ها بر خلافت علی علیه السلام به پژوهش پرداختند که در قالب دو کتاب قطور *الولی* و *التطهیر* موجود است. در جهان اسلام، این تألیفات سرکار مرحوم شهره است و با دیده‌ای بسیار ارزشمند نگریسته می‌شود.

سرکار سعیدالملّه روحِ روان نهضت‌های ملی و مذهبی بودند؛ در سال ۱۹۳۹ میلادی در جریان قیام «محاذ حسینی» دو بار به زندان افتادند و در همین رابطه در سال ۱۹۴۳ میلادی با مولانا آزاد گفتگو کردند. نخستین کنفرانس همه‌احزاب شیعه به ریاست سر سلطان احمد در ۱۹۴۴ م، و سپس در ۱۹۴۵ م به ریاست حسین‌بهایی لال‌جی برگزار شد؛ و پس از آن کنفرانس سراسری شیعیان هند در ۱۹۵۱ م به ریاست نواب رامپور در لکهنو تشکیل شد که سعیدالملّه در آن‌ها مشارکتی بسیار فعال داشتند و به همت ایشان به موفقیت رسیدند.

ایشان تا پایان عمر سرپرست نهادهای ملی و مذهبی بودند و مدیر عالی (منتظمِ اعلی) کتابخانه ناصریه لکهنو به شمار می‌رفتند. این کتابخانه در آسیا بلکه در تمام جهان اسلام از بیشترین اهمیت برخوردار است و ۵۰ هزار جلد کتاب در آن وجود دارد که در میان آن‌ها نسخه‌های خطی کهن و نایاب بسیاری

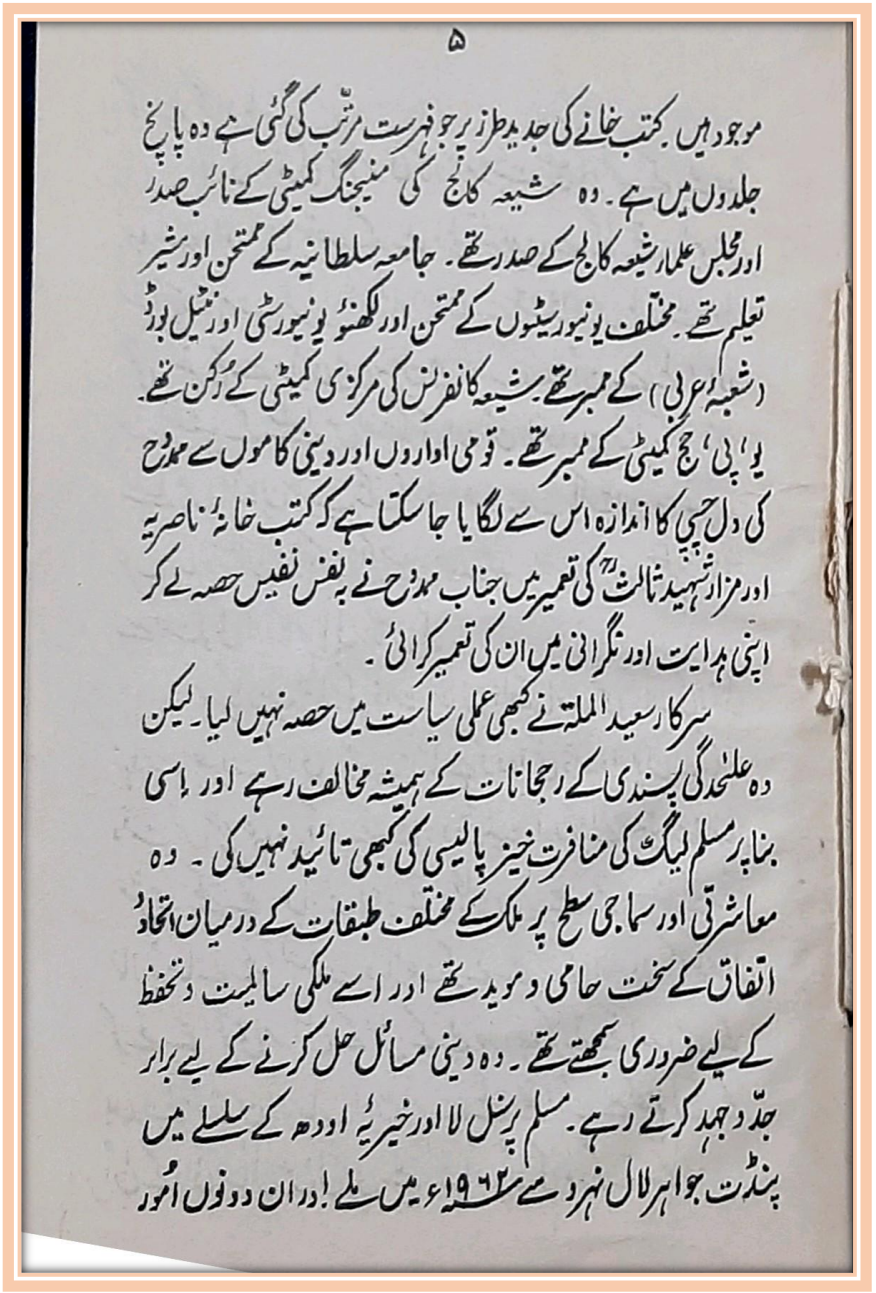

۵

موجود ہیں۔ کتب خانے کی جدید طرز پر جو فہرست مرتّب کی گئی ہے وہ پانچ جلدوں میں ہے۔ وہ شیعہ کالج کی منیجنگ کمیٹی کے نائب صدر اور مجلسِ علماء شیعہ کالج کے صدر تھے۔ جامعہ سلطانیہ کے ممتحن اور مشیرِ تعلیم تھے۔ مختلف یونیورسٹیوں کے ممتحن اور لکھنؤ یونیورسٹی اور نٹیل بورڈ (شعبہ عربی) کے ممبر تھے۔ شیعہ کانفرنس کی مرکزی کمیٹی کے رکن تھے۔ یو۔ پی۔ حج کمیٹی کے ممبر تھے۔ قومی اداروں اور دینی کاموں سے ممدوح کی دل چسپی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ کتب خانہ ناصریہ اور مزارِ شہیدِ ثالث کی تعمیر میں جناب ممدوح نے بنفسِ نفیس حصہ لے کر اپنی ہدایت اور نگرانی میں ان کی تعمیر کرائی۔

سرکار سعید الملۃ نے کبھی عملی سیاست میں حصہ نہیں لیا۔ لیکن وہ علیحدگی پسندی کے رجحانات کے ہمیشہ مخالف رہے اور اسی بناپر مسلم لیگ کی منافرت خیز پالیسی کی کبھی تائید نہیں کی۔ وہ معاشرتی اور سماجی سطح پر ملک کے مختلف طبقات کے درمیان اتحاد و اتفاق کے سخت حامی و مؤید تھے اور اسے ملکی سالمیت و تحفظ کے لیے ضروری سمجھتے تھے۔ وہ دینی مسائل حل کرنے کے لیے برابر جدّ و جہد کرتے رہے۔ مسلم پرسنل لا اور خیریہ اودھ کے سلسلے میں پنڈت جواہر لال نہرو سے ۱۹۶۲ء میں ملے اور ان دونوں اُمور

موجود است. فهرستی که به شیوه نوین برای این کتابخانه تدوین شده، در ۵ جلد است. ایشان نایب‌رئیس هیئت مدیره کالج شیعه و رئیس مجلس علمای کالج شیعه بودند. ممتحن و مشاور آموزشی جامعهٔ سلطانیه، ممتحن دانشگاه‌های مختلف و عضو هیئت علوم شرقی (بخش عربی) دانشگاه لکهنو بودند. عضو کمیته مرکزی کنفرانس شیعه و عضو کمیته حج ایالت اوتار پرادش (U.P.) بودند. میزان اهتمام ایشان به نهادهای عمومی و امور دینی را می‌توان از اینجا دریافت که در ساخت و بازسازی کتابخانه ناصریه و مزار شهید ثالث شخصاً مشارکت کرده و آن‌ها را تحت راهنمایی و نظارت مستقیم خود بنا کردند.

سرکار سعیدالملّه هرگز وارد سیاست حزبی و عملی نشدند، اما همواره با گرایش‌های تجزیه‌طلبانه مخالف بودند و بر همین اساس، هرگز سیاست‌های تفرقه‌افکنانه مسلم‌لیگ را تأیید نکردند. ایشان در سطح اجتماعی، حامی و مدافع سرسخت اتحاد و همبستگی میان اقشار گوناگون کشور بودند و آن را برای حفظ تمامیت ارضی و امنیت کشور ضروری می‌دانستند. ایشان برای حل مسائل دینی پیوسته تلاش می‌کردند؛ در سال ۱۹۶۲ میلادی در خصوص قانون احوال شخصیه مسلمانان (مسلم پرسنل لا) و موقوفه خیریه اوده با پاندیت جواهر لعل نهرو دیدار کردند و هر دو موضوع را

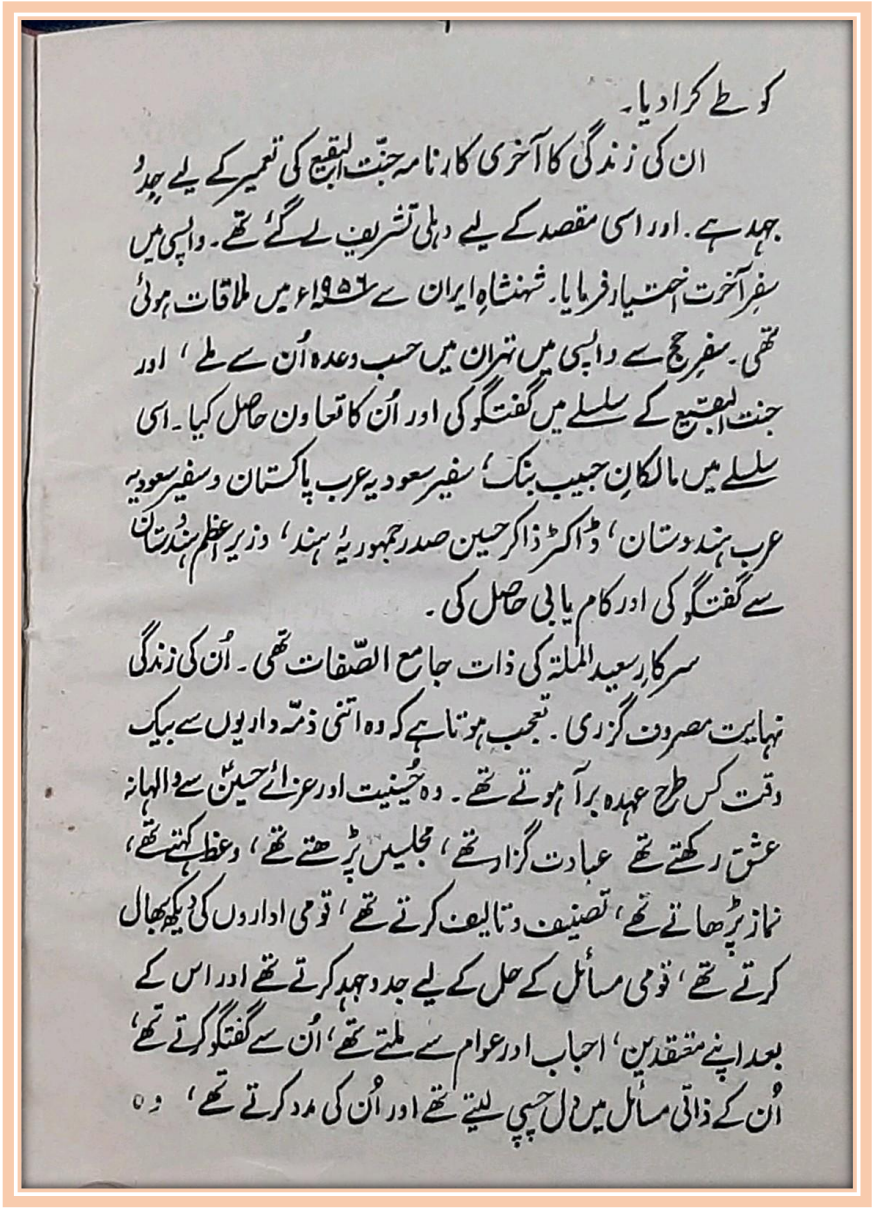

کو طے کرادیا۔

ان کی زندگی کا آخری کارنامہ جنت البقیع کی تعمیر کے لیے جد وجہد ہے۔ اور اسی مقصد کے لیے دہلی تشریف لے گئے تھے۔ واپسی میں سفرِ آخرت اختیار فرمایا۔ شہنشاہِ ایران سے ۱۹۵۵ء میں ملاقات ہوئی تھی۔ سفرِ حج سے واپسی میں تہران میں حسبِ وعدہ اُن سے ملے، اور جنت البقیع کے سلسلے میں گفتگو کی اور اُن کا تعاون حاصل کیا۔ اسی سلسلے میں مالکانِ حبیب بنک، سفیر سعودیہ عرب پاکستان و سفیرِ سعودیہ عرب ہندوستان، ڈاکٹر ذاکر حسین صدر جمہوریہ ہند، وزیر اعظم ہندوستان سے گفتگو کی اور کامیابی حاصل کی۔

سرکار سعید الملۃ کی ذات جامع الصفات تھی۔ اُن کی زندگی نہایت مصروف گزری۔ تعجب ہوتا ہے کہ وہ اتنی ذمہ داریوں سے بیک وقت کس طرح عہدہ برآ ہوتے تھے۔ وہ حُسینیت اور عزائے حسین سے والہانہ عشق رکھتے تھے، عبادت گزار تھے، مجلسیں پڑھتے تھے، وعظ کہتے تھے، نماز پڑھاتے تھے، تصنیف وتالیف کرتے تھے، قومی اداروں کی دیکھ بھال کرتے تھے، قومی مسائل کے حل کے لیے جد وجہد کرتے تھے اور اس کے بعد اپنے معتقدین، احباب اور عوام سے ملتے تھے، اُن سے گفتگو کرتے تھے، اُن کے ذاتی مسائل میں دل چسپی لیتے تھے اور اُن کی مدد کرتے تھے، وہ

به نتیجه رساندند.

آخرین کارنامه زندگی ایشان، مجاهدت برای بازسازی قبرستان جنت‌البقیع بود؛ و دقیقاً با همین هدف به دهلی سفر کرده بودند که در مسیر بازگشت رخت سفر آخرت بربستند! ایشان در سال ۱۹۵۵ میلادی با شاه ایران دیدار کرده بودند؛ در بازگشت از سفر حج نیز بنا بر وعده قبلی، در تهران با او دیدار کردند، پیرامون بازسازی جنت‌البقیع گفتگو نمودند و همکاری او را جلب کردند. در همین زمینه با مالکان حبیب‌بانک، سفیر عربستان سعودی در پاکستان، سفیر عربستان سعودی در هند، دکتر ذاکر حسین (رئیس‌جمهور هند) و نخست‌وزیر هند گفتگو کردند و به موفقیت دست یافتند.

شخصیت سرکار سعیدالملّه جامع صفات بود و زندگی بسیار پرمشغله‌ای داشتند. جای شگفتی است که چگونه به‌طور هم‌زمان از عهده این همه مسئولیت برمی‌آمدند! ایشان عشقی وافر و شیفته‌وار به حسینیت و عزاداری امام حسین علیه السلام داشتند، اهل عبادت بودند، مجلس روضه می‌خواندند، وعظ می‌کردند، امامت جماعت بر عهده داشتند، تألیف و تصنیف می‌کردند، از نهادهای ملی و مذهبی مراقبت می‌کردند، برای حل مشکلات جامعه تلاش می‌ورزیدند و پس از همه این‌ها با ارادتمندان، دوستان و عموم مردم دیدار و گفتگو می‌کردند، به مشکلات شخصی آنان رسیدگی می‌نمودند و یاری‌شان می‌رساندند؛ ایشان

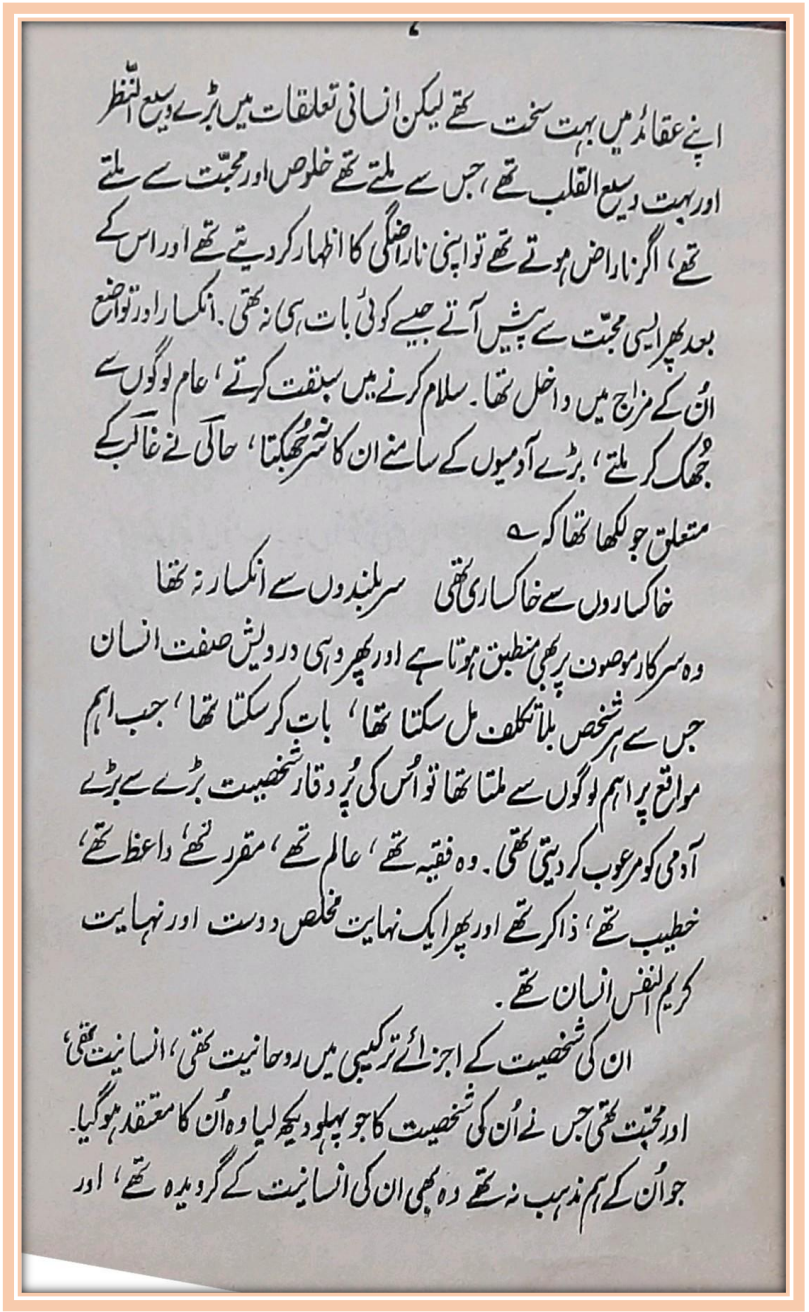

اپنے عقائد میں بہت سخت تھے لیکن انسانی تعلقات میں بڑے وسیع النظر اور بہت وسیع القلب تھے، جس سے ملتے تھے خلوص اور محبت سے ملتے تھے، اگر ناراض ہوتے تھے تو اپنی ناراضگی کا اظہار کر دیتے تھے اور اس کے بعد پھر ایسی محبت سے پیش آتے جیسے کوئی بات ہی نہ تھی۔ انکسار اور تواضع اُن کے مزاج میں داخل تھا۔ سلام کرنے میں سبقت کرتے، عام لوگوں سے جھک کر ملتے، بڑے آدمیوں کے سامنے ان کا سر نہ جھکتا، حالی نے غالب کے متعلق جو لکھا تھا کہ

خاکِ رہوں سے خاکساری تھی　　سر بلندوں سے انکسار نہ تھا

وہ سرکار موصوف پر بھی منطبق ہوتا ہے اور پھر وہی درویش صفت انسان جس سے ہر شخص بلا تکلف مل سکتا تھا، بات کر سکتا تھا، جب اہم مواقع پر اہم لوگوں سے ملتا تھا تو اُس کی پُر وقار شخصیت بڑے سے بڑے آدمی کو مرعوب کر دیتی تھی۔ وہ فقیہ تھے، عالم تھے، مقرر تھے، واعظ تھے، خطیب تھے، ذاکر تھے اور پھر ایک نہایت مخلص دوست اور نہایت کریم النفس انسان تھے۔

ان کی شخصیت کے اجزائے ترکیبی میں روحانیت تھی، انسانیت تھی، اور محبت تھی، جس نے اُن کی شخصیت کا جو پہلو دیکھ لیا وہ اُن کا معتقد ہو گیا۔ جو اُن کے ہم مذہب نہ تھے وہ بھی ان کی انسانیت کے گرویدہ تھے، اور

در عقاید مذهبی خود بسیار استوار و سخت‌گیر بودند، اما در روابط انسانی بسیار وسیع‌النظر و گشاده‌رو بودند. با هر کس دیدار می‌کردند، با اخلاص و محبت برخورد می‌نمودند؛ اگر از کسی ناراحت می‌شدند، ناراحتی خود را صریحاً ابراز می‌کردند و پس از آن دوباره چنان با محبت رفتار می‌کردند که گویی هیچ اتفاقی نیفتاده است. فروتنی و تواضع در سرشت ایشان عجین شده بود؛ در سلام کردن پیش‌دستی می‌کردند، با مردم عادی با تواضع روبه‌رو می‌شدند، اما در برابر صاحبان قدرت و بزرگان دنیا سر خم نمی‌کردند! آن بیت مشهوری که الطاف حسین حالی درباره غالب سروده است:

«با خاک‌نشینان نهایت خاکساری را داشت / اما در برابر گردن‌فرازان سر فرود نمی‌آورد»

بر سرکار موصوف نیز کاملاً صدق می‌کرد. همان انسان درویش‌صفت که هر کسی بی‌تکلف می‌توانست با او دیدار و گفتگو کند، هنگامی که در موقعیت‌های مهم با شخصیت‌های بزرگ دیدار می‌کرد، شخصیت باوقار و هیبت او بزرگ‌ترین رجال را تحت تأثیر و مرعوب قرار می‌داد. ایشان فقیه، عالم، سخنور، واعظ، خطیب، ذاکر [اهل‌بیت] و افزون بر همه، دوستی بسیار مخلص و انسانی بس کریم‌النفس بودند.

عناصر سازنده شخصیت ایشان معنویت، انسانیت و محبت بود؛ هر کس هر بُعدی از شخصیت ایشان را می‌دید، شیفته و معتقد به او می‌شد. حتی کسانی که هم‌مذهب ایشان نبودند نیز مجذوب انسانیت او بودند، و

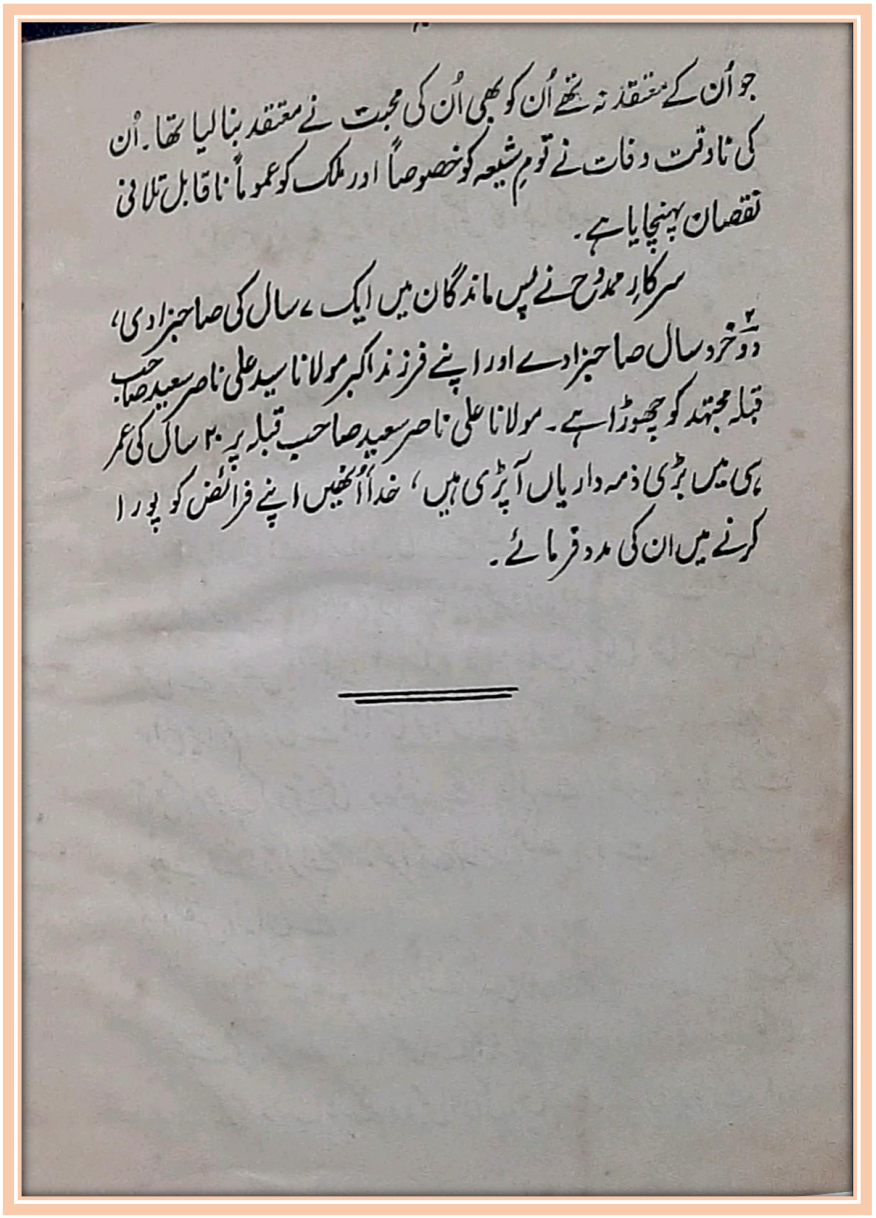
جو اُن کے معتقد نہ تھے اُن کو بھی اُن کی محبت نے معتقد بنالیا تھا۔ اُن کی ناوقت وفات نے قومِ شیعہ کو خصوصاً اور ملک کو عموماً ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔

سرکارِ ممدوح نے پس ماندگان میں ایک ۷ سال کی صاحبزادی، دو خُرد سال صاحبزادے اور اپنے فرزندِ اکبر مولانا سید علی ناصر سعید صاحب قبلہ مجتہد کو چھوڑا ہے۔ مولانا علی ناصر سعید صاحب قبلہ پر ۲۰ سال کی عمر ہی میں بڑی ذمہ داریاں آپڑی ہیں، خدا اُنھیں اپنے فرائض کو پورا کرنے میں ان کی مدد فرمائے۔

جو اُن کے معتقد نہ تھے اُن کو بھی اُن کی محبت نے معتقد بنالیا تھا۔ اُن کی ناوقت وفات نے قومِ شیعہ کو خصوصاً اور ملک کو عموماً ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔

سرکارِ ممدوح نے پس ماندگان میں ایک ۷ سال کی صاحبزادی، دو خرد سال صاحبزادے اور اپنے فرزند اکبر مولانا سید علی ناصر سعید صاحب قبلہ مجتہد کو چھوڑا ہے۔ مولانا علی ناصر سعید صاحب قبلہ پر ۲۰ سال کی عمر ہی میں بڑی ذمہ داریاں آپڑی ہیں، خدا اُنھیں اپنے فرائض کو پورا کرنے میں ان کی مدد فرمائے۔

کسانی که ارادتی به او نداشتند نیز محبتش آنان را شیفته ساخته بود. درگذشت نابهنگام ایشان به‌ویژه به جامعه شیعه و به‌طور کلی به کشور، زیانی جبران‌ناپذیر وارد آورد.

سرکار ممدوح از خود یک دختر ۷ ساله، دو پسر خردسال و فرزند ارشدشان مولانا سید علی‌ناصر سعید را به یادگار گذاشتند. بر دوش مولانا علی‌ناصر سعید صاحب قبله در سن ۳۰ سالگی مسئولیت‌های بزرگی قرار گرفته است؛ خداوند ایشان را در انجام وظایف خویش یاری فرماید.

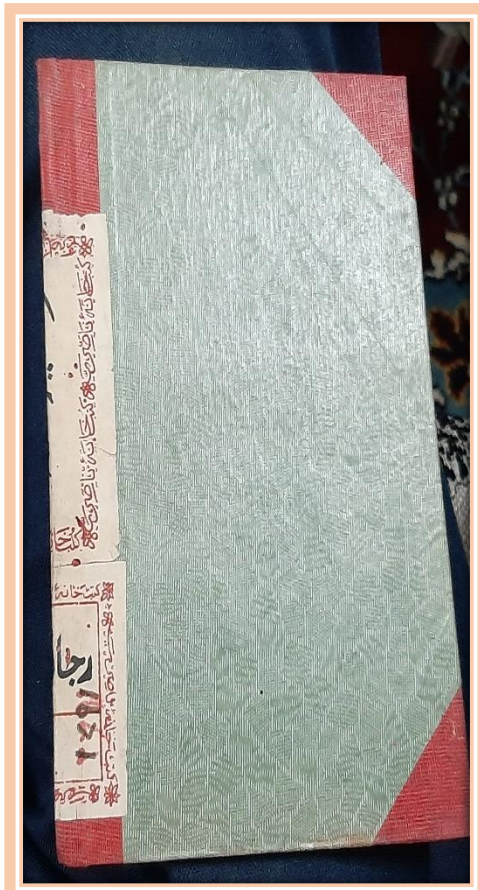



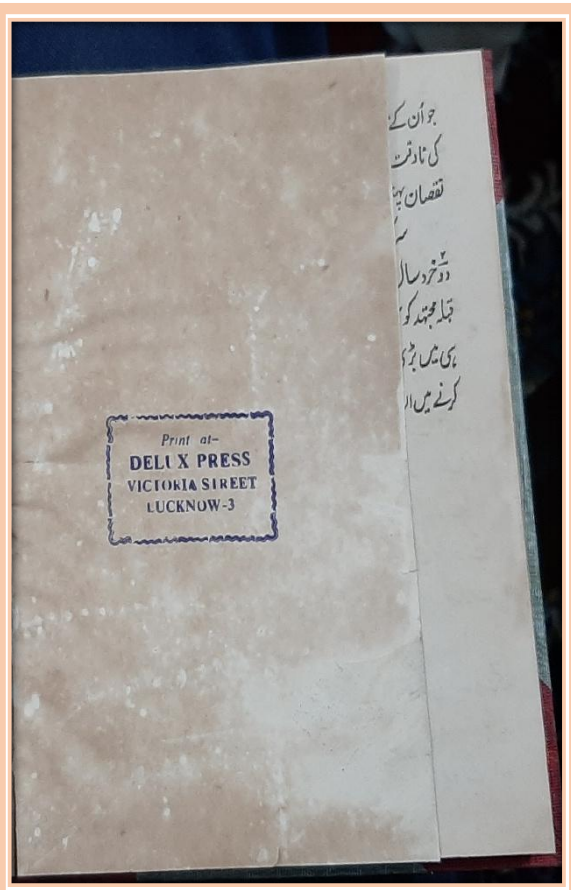
Print at-
DELUX PRESS
VICTORIA STREET
LUCKNOW-3

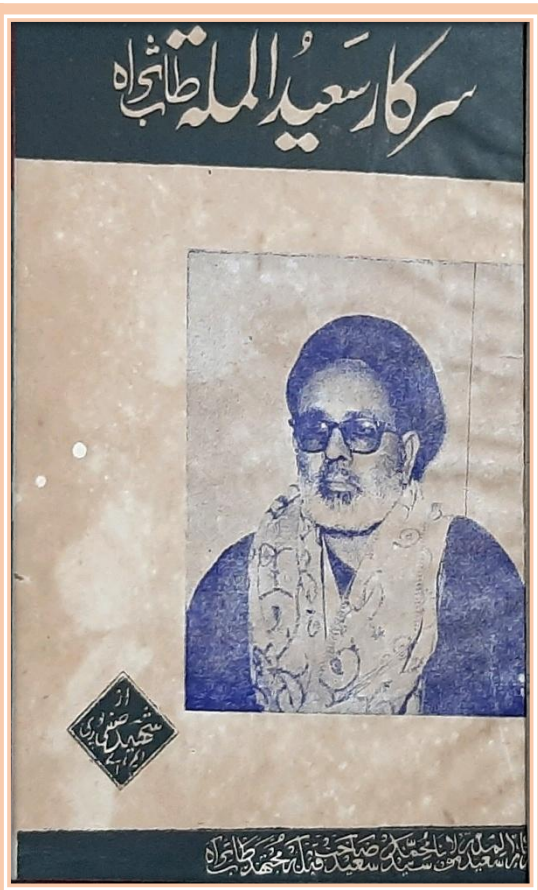
سرکار سعید الملہ طاب ثراہ
از
شہید صفوی